تحقیق وتنقید

سیرت نبوی پر اندلسی تصنیفات

(تحقیقات وتوضیحات)

(۳)

ڈاکٹر محمد اجمل اصلاحی

(۳۲) محترم ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی "الاستیعاب" کی شروح، مختصرات اور تکملوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"ان میں محمد بن خلف بن فتحون (م ۵۲۰ھ) کی الاستلحاق علی الاستیعاب، ابن ابی طے یحییٰ بن حمیدہ (م ۶۳۰ھ) کی تہذیب الاستیعاب، احمد بن یوسف الادرعی کی روضۃ الاحباب فی مختصر الاستیعاب اہم ترین ہیں۔ (ہدیہ ۲/ ۸۴، کشف الظنون، ۸۱، فوات کتبی ۴/ ۲۷۱، اور معجم المنجد" (ص ۳۳)

ان ناموں اور حوالوں کے لیے معجم المنجد کے درج ذیل صفحات دیکھئے :

ص ۱۴۲ پر الاستلحاق اور حوالہ ہدیۃ ۲/ ۸۴ اور کشف ۸۱ کا۔

ص ۱۴۶ پر تہذیب الاستیعاب اور حوالہ فوات ۴/ ۲۷۱ کا۔

ص ۱۴۹ پر روضۃ الاحباب اور حوالہ کشف ۸۱ کا

۱۔ اولاً ہدیہ ۲/ ۸۴ کا حوالہ معجم المنجد کا سہو ہے۔ صحیح ۱ : ۴۷ ہے۔

۲۔ ثانیاً کیا یہ کتابیں اس لیے "اہم ترین" ہیں کہ المنجد نے صرف انہی کتابوں کا ذکر کیا ہے؟ ابن فتحون کی الاستلحاق سے قطع نظر ادرعی اور ابن ابی طے شیعی کی کتابوں کی اہمیت کا اندازہ کیسے ہوا؟ حافظ زکی الدین المنذری (۶۵۶ھ) کی مختصر الاستیعاب جس کا نسخہ رامپور میں موجود ہے، محمد بن یعقوب الخلیلی کی اعلام الاصابۃ باعلام الصحابۃ، محمد بن ابی بکر الواعظ التیمی کی لباب الاستیعاب، اور عمر بن علی العثمانی کی انوار اولی الالباب فی اختصار کتاب الاستیعاب (ملاحظہ ہو بروکلمان، عربی ترجمہ ۶ : ۲۶۱-۲۶۲) کیوں اہم نہیں؟

اعلام الاصابۃ کا ذکر المنجد نے بھی کیا ہے (ص ۱۴۳) مگر چونکہ اس کے نام سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ الاستیعاب کی تلخیص ہے اس لیے فاضل مقالہ نگار نے اسے نظر انداز کر دیا۔

(۴۳) اس کے بعد صحابہ کے فضائل ومناقب پر دو کتابوں کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:۔

"حافظ ابن ابی الخصال محمد بن مسعود الغافقی (م ۵۴۰ھ) کی دو اہم کتابوں ۔ ظل الغمامۃ فی مناقب العشرۃ وعم الرسول اور ظل الغمامۃ وطوق الحمامۃ فی مناقب من خصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صحابۃ بالکرامۃ ۔ میں اول الذکر کا مخطوطہ موجود ہے (اسکوریال ۱/۴۰۲) جبکہ موخر الذکر کا صرف حوالہ ملتا ہے ۔ (فہرست ابن خیر ۳۸۶)"

اس بیان کا ماخذ معجم المنجد ص ۱۵۱ ہے اور اس میں متعدد غلطیاں ہیں:

۱۔ معجم المنجد میں دونوں کتابوں کے نام میں "ظِل" (بمعنی سایہ) کے بجائے "طَل" (ہلکی بارش) ہے۔ دوسری کتاب کے نام میں فہرست ابن خیر میں بھی "طَل" ہے۔ اس سے قبل احمد بن علی غرناطہ کی ایک کتاب کا نام "طَلّ الغمامۃ فی مولد سید تہامۃ" گذر چکا ہے۔ "طَلّ" کا مقابل "وَبل" اور "وابل" (زور کی بارش) ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے (۲۶۵):

فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ	اور اگر زور کی بارش نہ ہو تو ہلکی پھوار بھی اس کو کافی ہے۔

چنانچہ بعض کتابوں کے نام میں "وبل" استعمال کیا گیا ہے ۔ مثلاً قاضی شوکانی کی ایک کتاب کا نام ہے: "وبل الغمامۃ فی تفسیر قولہ تعالیٰ (وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ" انہی کی ایک اور کتاب ہے: "وبل الغمام علی شفاء الاوام" (ایضاح المکنون ۲: ۷۰۱)

حافظ ابن ابی الخصال کی مذکورہ کتابوں میں "ظِل" (بمعنی سایہ) معلوم نہیں فاضل مضمون نگار کا اجتہاد ہے یا تخفیفات کے کاتب کا سہو۔ البتہ یہی غلطی بروکلمان کی کتاب (عربی ترجمہ ۶: ۲۶۵) میں بھی موجود ہے ۔ دونوں لفظ بامعنی ہیں اور فرق صرف نقطہ کا ہے ۔ تحقیق نہ ہو تو متبادر لفظ ذہن میں "ظِل" (سایہ) ہی آتا ہے اس لیے کہ اس کا استعمال عام ہے چنانچہ یہ تصحیف تعجب خیز نہیں ہے۔ بروکلمان نے اسکوریال اور

برٹش میوزیم کی فہرستوں پر اعتماد کیا ہے اور ایک دلچسپ غلطی یہ کی ہے کہ جس کتاب کا نام موخرالذکر فہرست میں "ظل الغمامۃ" لکھا ہے اسے بروکلمان نے "ظل السحاب" بنادیا!

۲۔ مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ "موخرالذکر (یعنی ظل الغمامہ وطوق الحمامہ) کا صرف حوالہ ملتا ہے"۔ اس تحقیق کی بنیاد یہ ہے کہ المنجد نے اس کتاب کے سلسلہ میں "فہرست ابن خیر ۳۸۶" کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا ہے اور اس کے کسی مخطوطہ کی جانب اشارہ نہیں کیا ہے۔ حالانکہ اس کتاب کا نسخہ اسکوریال میں نمبر ۱۷۸۷ کے تحت محفوظ ہے ملاحظہ ہو فہرست اسکوریال ۳: ۲۸۵۔ مرتب فہرست نے کتاب کے یہ ابتدائی الفاظ بھی نقل کیے ہیں: الحمد للہ الذی ھدانا الفضیلۃ حمدہ ولاعتبار عظمۃ ملکوتہ ومجدہ.... اس کتاب کا ایک اور نسخہ برٹش میوزیم میں ہے جس کا نمبر ۸۸۸/۵ ہے بروکلمان نے اس نسخہ کا ذکر کیا ہے مگر اس کا نام "ظل السحاب عن نساء النبی واقربائہ" لکھا ہے جو غلط ہے۔

۳۔ المنجد نے پہلی کتاب یعنی "ظل الغمامۃ فی مناقب العشرۃ وعمی الرسول" کے مخطوطہ کے لیے، جیسا کہ مضمون نگار نے نقل کیا ہے "اسکوریال ۱/۴۰۴" کا حوالہ دیا ہے جو درست نہیں۔ فہرست اسکوریال میں اس نمبر کے تحت ابن ابی الخصال کا قصیدہ بائیہ بعنوان "منہاج المناقب ...." درج ہے (۱: ۲۶۷) جس کا ذکر اس سے قبل تنقیح ۲۹ میں گذر چکا ہے۔

المنجد کی مذکورہ کتاب کا صحیح نمبر ۲/۱۷۴۵ ہے۔ ملاحظہ ہو فہرست اسکوریال ۳: ۲۵۳۔ نمبر کی طرح کتاب کے نام میں بھی المنجد کو سہو ہوا ہے۔ فہرست اسکوریال میں کتاب کا نام "کتاب مناقب العشرۃ وعمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" درج ہے، جیسا کہ بروکلمان نے نقل کیا ہے (۶: ۲۶۵) المنجد نے اس میں "ظل الغمامۃ" کا اضافہ کردیا ہے جس کا سبب فہرست مذکور میں اس مخطوطہ کے بعد کا ایک غلط اندراج ہے۔

۴۔ لیکن کیا یہ "کتاب مناقب العشرۃ" ابن خیر کی ذکر کردہ "ظل الغمامۃ وطوق الحمامۃ ...." کے علاوہ کوئی علیحدہ کتاب ہے؟ راقم سطور کا خیال یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ فہرست اسکوریال میں اس کے جو ابتدائی الفاظ نقل کیے گئے ہیں وہ بعینہ وہی ہیں جو "ظل الغمامۃ وطوق الحمامۃ" کے نسخہ میں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے

کہ یہ دونوں نسخے ایک ہی کتاب کے ہیں اور اس کا اصل نام وہی ہے جو ابن خیر نے ذکر کیا ہے اور جو مخطوطہ نمبر ۱۷۸۷ پر درج ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس کتاب کے بارے میں مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ اس کا صرف حوالہ ملتا ہے اس کے کم از کم تین نسخے پائے جاتے ہیں اور جس کتاب کے نسخہ کی اطلاع دی وہ علیحدہ سے کوئی کتاب نہیں ہے۔

نیز فاضل مقالہ نگار نے "ظل الغمامۃ" اور "مناقب العشرۃ" کو ابن ابی الخصال کی "دو اہم کتابوں" کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ "ظل الغمامۃ" کی اہمیت کی دلیل یہ ہو سکتی ہے (اور یہ کوئی دلیل نہیں) کہ اس کا ذکر ابن خیر نے کیا ہے۔ مگر حیرت یہ ہے کہ "مناقب العشرۃ" کی اہمیت کا اندازہ انھیں کیسے ہو گیا جس کا اپنا کوئی مستقل وجود ہی نہیں!

۵۔ آخر میں فہرست اسکوریال کی ایک غلطی کی تصحیح ضروری معلوم ہوتی ہے۔ فہرست نگار نے "ظل الغمامۃ وطوق الحمامۃ نمبر ۱۷۸۷" پر یہ نوٹ لکھا ہے کہ یہ کتاب نثر میں ہے اس کا منظوم نسخہ ۳/۱۷۴۵ کے تحت موجود ہے (۳: ۲۸۵) موخر الذکر نمبر کے تحت یہی نام "ظل الغمامۃ وطوق الحمامۃ" دوبارہ درج ہے۔ اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ ابن ابی الخصال نے اسی ایک نام سے دو کتابیں لکھیں: ایک نثر میں دوسری نظم میں۔ مگر خیریت یہ ہوئی کہ فہرست نگار نے اپنے طریقے کے مطابق اس کتاب مزعوم کے نسخۂ منظوم کا پہلا شعر درج کر دیا ہے:

إليكَ فَهمّي والفؤاد بيثرب　　　وإن عاقني عن مطلع الوحي مغربي

ابھی تنقیح ۲۹ میں ہم نے دیکھا ہے کہ یہ شعر ابن ابی الخصال کے اس قصیدہ بائیہ کا مطلع ہے جس کا نسخہ اسی کتب خانہ اسکوریال میں نمبر ۱/۴۰۴ کے تحت محفوظ ہے اور جس کا نام اس کی فہرست کے مطابق "منہاج المناقب ومعراج الحسب الثاقب" ہے ملاحظہ ہو ۱: ۲۶۷۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسکوریال کا مخطوطہ نمبر ۳/۱۷۴۵ منہاج المناقب (صحیح تر معراج المناقب) کا دوسرا نسخہ ہے۔ اس کا نام "ظل الغمامۃ وطوق الحمامۃ" بتانا

فہرست نگار یا کاتب مخطوطہ کی غلطی ہے یہیں سے یہ غلطی بروکلمان کی کتاب میں بھی داخل ہوگئی۔

(۴۴) سیر الصحابہ پر اندلسی کتابوں میں اسی صفحہ ۴۴ کی آخری سطر میں "ابن العجمی احمد بن ابراہیم (م ۸۸۴ھ) کی تالیف قرۃ العین فی فضائل الشیخین" کو بھی شمار کیا ہے۔ اور حوالہ (ہدیہ ا/۱۳۴) کا دیا ہے۔

۱۔ مصنف مذکور اور ان کے والد ابراہیم بن محمد (۸۴۱ھ) دونوں کی شہرت "ابن العجمی" کی بجائے "سبط ابن العجمی" ہے جیسا کہ مقالہ نگار کے ماخذ معجم المنجد (ص ۱۵۵) میں لکھا ہے۔

۲۔ سبط ابن العجمی کو اندلسی قرار دینے کا سبب معلوم نہ ہوسکا۔ ان کا مشہور علمی خانوادہ حلب کا رہنے والا تھا۔ ان کے والد "سبط ابن العجمی" کے ساتھ "برہان حلبی" کے لقب سے مشہور ہیں۔ دیکھئے زرکلی ۱: ۶۵

۳۔ مورخ سبط ابن العجمی (۸۸۴ھ) کی کتاب کا پورا نام زرکلی نے "قرۃ العین فی فضائل الشیخین والسبطین والعمرین" لکھا ہے اور دار الکتب میں اس کے نسخہ کی موجودگی کی بھی اطلاع دی ہے (۱ : ۸۸)

(۴۵) ص ۴۴ پر مقالہ نگار لکھتے ہیں: "سیرت نبوی کے دوسرے پہلوؤں میں اخلاق نبوی پر ابن حبان کی اخلاق رسول اللہؐ دراصل امام محمد بن الولید الفہری الطرطوشی (م ۵۲۰ھ) کا اختصار ہے (فہرست ابن خیر ا/۲۷)"

اس عبارت کا مفہوم اول وہلہ میں یہی نظر آتا ہے کہ جو کتاب اخلاق رسول اللہ کے نام سے ابن حبان کی تالیف کی حیثیت سے مشہور ہے وہ دراصل ابن حبان کی نہیں بلکہ طرطوشی کی ہے، ابن حبان نے محض اس کی تلخیص کی ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے مقالہ نگار یہ کہنا چاہتے ہوں کہ ابن حبان کی اخلاق رسول اللہ تو کب کی ناپید ہوچکی تھی لوگ جس کتاب کو ان کی تصنیف کے طور پر جانتے ہیں وہ ابن حبان کی اصل کتاب نہیں بلکہ اس کا وہ اختصار ہے جو طرطوشی نے تیار کیا تھا۔

ان دونوں میں سے جو مفہوم بھی لیا جائے وہ درست نہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے جو کچھ لکھا ہے وہ غلط نقل در نقل کی عجیب مثال ہے۔ ان کے ماخذ المنجد کی عبارت

ملاحظہ ہو (ص ۱۸۴) اخلاق رسول اللہ لابن حِبّان - اختصار الامام محمد بن الولید الفہری الطرطوشی (۵۲۰) (فہرست ابن خیر ۲۷۱)

اب فہرست ابن خیر کا ص۲۷۱ کھولیں جس کا حوالہ المنجدّ نے اور ان سے نقل کر کے مقالہ نگار نے دیا ہے تو اس کتاب کا نام و نشان نہیں ملے گا۔ کیونکہ المنجد نے اصل کتاب دیکھے بغیر اس کے اشاریہ ص۲۶۸ پر اعتماد کیا ہے جس پر لکھا ہے:

اخلاق رسول اللہ لابی محمد عبداللہ بن جعفر بن حیان (ی سے)
اختصار الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الولید الفہری الطرطوشی ۲۷۱

ص۲۷۱ اشاریہ کی مذکورہ بالا عبارت میں غلط ہے ۲۷۶ ہونا چاہیے۔

المنجدؔ سے ایک غلطی مزید یہ ہوئی کہ ابن خیر میں حیان (ی سے) تھا۔ انھوں نے اسے حِبّان (ب سے) کر دیا۔ طباعت کی غلطی کا شبہ اس لیے نہیں کہ انھوں نے اس نام کو باقاعدہ (بکسر الحاء وتشدید الموحدۃ) ضبط کیا ہے، گویا فہرست ابن خیر میں غلطی تھی جسے المنجد نے درست کیا ہے۔ شائد انھوں نے اسے ابن حِبّان بُستی (۳۵۴ھ) کی کتاب اخلاق النبی وآدابہ کا اختصار جانا جس کا ذکر ان کی معجم کے اسی صفحہ ۱۸۴ پر ایک کتاب کے بعد کیا گیا ہے۔

مقالہ کے حصہ اول میں فہرست ابن خیر مقالہ نگار کا مستقل ماخذ رہی ہے مگر اس موقع پر انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔ چنانچہ المنجد کی یہ غلطی "حِبّان" (ب سے) ان کے مضمون میں منتقل ہو گئی[1]

جہاں تک اس عبارت کا تعلق ہے جو المنجد نے فہرست ابن خیر کے اشاریہ سے نقل کی ہے وہ اپنے مفہوم میں واضح ہے یعنی ابن خیر نے اس مقام پر ابن حیان کی کتاب کے اس اختصار کا ذکر کیا ہے جو طرطوشی نے تیار کیا تھا۔

لیکن کیا ابن خیر کی مرویات میں اصل کتاب شامل نہ تھی؟ واقعہ یہ ہے کہ اس صفحہ پر ابن خیر نے اصل کتاب اور اس کے اختصار از طرطوشی دونوں کی روایت کا

---

[1] مصنف مذکور کے دادا کے نام میں یہ غلطی اکثر کتابوں میں نظر آتی ہے مثال کے طور پر دیکھئے الاعلان بالتوبیخ: ۵۳۴۔ ظاہر ہے غلطی سخاوی کی نہیں بلکہ ناشر مستشرق کی ہے۔ المنجد نے ص ۶۲ پر دلائل النبوۃ کے ذکر میں بھی "حِبّان" اسی کتاب پر اعتماد کر کے لکھا ہے۔

تذکرہ کیا ہے۔ ناشر مستشرق نے غلطی سے اشاریہ میں صرف اختصار کا اندراج کیا۔ ابن خیر کی عبارت ملاحظہ ہو:

كتاب اخلاق رسول الله لابن حيان، اختصار الشيخ الامام ابي بكر محمد بن الوليد الفهري الطرطوشي رحمه الله، حدثني به القاضي ابوبكر بن العربي رحمه الله قال اخبرني به شيخنا الامام ابوبكر الطرطوشي رحمه الله به وبالأصل عن ابي بكر المفيد.... وحدثني بالاصل المذكور.... عن ابي محمد عبد الله بن جعفر بن حيان رحمة الله ستة أجزاء۔

ابن خیر اور مصنف کتاب کے درمیان آخری سند میں چار واسطے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مولف کون ہے؟

مولف مذکور ابو الشیخ کے نام سے مشہور ہیں۔ ابن خیر نے ان کا ذکر چونکہ اس شہرت سے نہیں کیا اس لیے صلاح الدین المنجد کو التباس ہوا۔ ورنہ انھوں نے خود معجم کے اسی صفحہ ۱۸۴ پر ابن حیان بستی کی کتاب کے بعد "اخلاق النبی۔ لابی الشیخ عبداللہ بن محمد الاصبہانی (۳۶۹ھ)" کے نام سے اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور اس کے ایک مخطوطہ کا بھی حوالہ دیا ہے۔

اصل کتاب مطبوعہ ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ابو الفضل النماری کی تحقیق سے ۱۹۵۹ء میں چھپا تھا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۲ء میں مکتبۃ النہضۃ المصریہ قاہرہ سے شائع ہوا جو ہمارے پیش نظر ہے۔

طرطوشی نے اس کی جو تلخیص کی تھی وہ اب تک شائع نہیں ہوئی مگر اس کا ایک قلمی نسخہ فیض اللہ ترکی میں محفوظ ہے (سزکین عربی ترجمہ ۱/۱: ۴۰۶)

(۳۶) اسی صفحہ پر ابو الشیخ کی کتاب مذکور کے بعد خصائص نبویہ کے موضوع پر ایک کتاب کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

"خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ابن المسدی الاندلسی یوسف بن موسی (۶۶۳ھ) کی تالیف تھی (کشف ۷۰۶)"

یہ بیان معجم المنجد ص ۱۸۸ سے ماخوذ ہے اور اس میں کئی غلطیاں ہیں۔

(۱) کشف الظنون کے مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی موضوع کا ذکر کرتے

ہیں تو ان علماء کے نام درج کر دیتے ہیں جنھوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں کتابوں کے نام اگر معلوم ہو جائیں تو کبھی نام وہیں لکھ دیتے ہیں۔ ورنہ حروفِ تہجی کے اعتبار سے اس نام کی جو اصل جگہ ہے وہاں ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ ص ۵۰۷ پر سیوطی کی الخصائص النبویہ اور اس کی شروح وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وصنّف فیہ أیضاً سراج الدین عمر بن علی ابن الملقّن الشافعی... وجلال الدین عبد الرحمٰن بن عمر البلقینی وامام الکاملیۃ ...... والقطب الخیضری ویوسف بن موسی الجذامی .... وابن حجر العسقلانی وسماہ الانوار"

"فیہ" سے مراد یہ ہے کہ اس موضوع پر ان علماء کی بھی تصنیفات ہیں۔ آخر میں حافظ ابن حجر کا ذکر ہے اور ان کی کتاب کا نام بھی لکھ دیا ہے۔ اس عبارت سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ ابن حجر کے سوا باقی مصنفین کی کتابوں کا نام لازماً خصائص النبی یا الخصائص النبویہ تھا۔ چنانچہ اس فہرست میں پہلا نام ابن الملقن کا ہے اور ان کی کتاب کا نام خود کشف الظنون (۱۱۹۲) کے مطابق "غایۃ السؤل فی خصائص الرسول" ہے۔ اسی طرح القطب الخیضری کی کتاب کا نام "اللفظ المکرم بخصائص النبی المحترم صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ (ہدیہ ۲۱۹) المنجد نے ایسے موقع پر عام طور پر یہی کیا ہے کہ موضوع کو کتاب کے نام کی حیثیت سے لکھا ہے۔ اصل نام معلوم نہ ہو تو ببلیوگرافی کے مرتب کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں۔ مگر اس کے قاری کو اس سلسلہ میں محتاط رہنا چاہئے۔ چنانچہ فاضل مقالہ نگار کا یہ کہنا کہ ابن المسدی کی کتاب "خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے تھی۔ المنجدؔ کی کتاب سے منقول ضرور ہے مگر خلاف احتیاط بھی ہے اور خلاف واقعہ بھی۔

ابن الملقن اور خیضری کی کتابوں کے نام المنجد کو مل گئے اس لیے انھوں نے ان کا ذکر دوبارہ خصائص النبی کے عنوان سے نہیں کیا مگر ابن المسدی کی کتاب کے سلسلہ میں ان سے چوک ہو گئی اور اس کا سبب کشف الظنون کے ناشرین کی غلطی ہے۔ کشف الظنون کے ترکی ایڈیشن کی عبارت ملاحظہ ہو (۱: ۷۰۶)

".... یوسف ابن موسی الجذامی الاندلسی المعروف بابن المسدی المتوفی سنۃ ٦٦٣"..

الجذامی کے بعد کی عبارت جو ہلالین کے درمیان ہے وہ ترکی ناشرین کا اضافہ ہے۔ حاجی خلیفہ نے اس موضوع پر لکھنے والوں میں ایک نام "یوسف بن موسیٰ الجذامی" کا بھی ذکر کیا تھا البتہ تاریخ وفات نہیں لکھی تھی۔ چنانچہ ناشرین نے بزعم خویش جذامی کی ایک اور نسبت، شہرت اور تاریخ وفات کا اضافہ کر دیا متن کتاب میں دخل اندازی کا یہ طریقہ بجائے خود درست نہیں۔ اس کا صحیح مقام حاشیہ تھا۔ مگر جب صورت حال یہ ہے اور ناشرین نے اس کی صراحت شروع میں کردی ہے تو اس کتاب سے استفادہ کرنے والوں کے لیے اس کا لحاظ نہایت ضروری ہے ورنہ وہ مصنف کی جانب ایسی بات منسوب کردیں گے جو اس نے سرے سے لکھی ہی نہیں[1]

ترکی ناشرین کا یہ اضافہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یوسف بن موسیٰ الجذامی اور ابن السدی دو علحدہ شخصیتیں ہیں۔ زرکلی (۸: ۲۵۷) نے جذامی کے حالات میں ناشرین کی اس غلطی کی جانب اشارہ کیا ہے۔

خصائص نبوی کے مصنف جن کا ذکر حاجی خلیفہ نے کیا ہے وہ قاضی ابو الحجاج یوسف بن موسیٰ الجذامی المنتشاقری ہیں۔ رُندہ کے رہنے والے تھے۔ شاعر اور صوفی بزرگ تھے۔ حافظ ابن حجر نے ان کے حالات الدرر الکامنۃ (۵: ۲۵۴) میں لکھے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ ان کا عہد آٹھویں صدی ہجری ہے۔ نفح الطیب (۶: ۱۳۸ - ۱۴۶) میں بھی ان کا ترجمہ ہے۔ تاریخ وفات کسی نے نہیں لکھی۔ بغدادی نے ہدیۃ العارفین (۲: ۵۵۷) میں تقریباً ۷۶۰ھ بتائی ہے۔ خصائص نبوی پر ان کی کتاب کا ذکر حافظ ابن حجر نے "الخصائص النبویہ" کے نام سے کیا ہے لیکن یہ کتاب کا اصل نام نہیں ہے۔ اصل نام نفح الطیب (۸ - ۱۴۵) میں لکھا ہے: "ملاذ

---

[1] مثال کے طور پر کئی سال قبل برادر عزیز محمد عارف عمری رفیق دار المصنفین کا ایک مضمون مشہور مفسر نظام الدین نیشاپوری پر معارف (اگست ۱۹۸۹ء) میں چھپا تھا۔ اس مضمون میں ص ۱۲۱ پر لکھا تھا کہ "حاجی خلیفہ کے ایک بیان کے مطابق ان کا انتقال ۷۲۸ھ میں ہوا" ص ۱۲۵ پر دوبارہ لکھا کہ "حاجی خلیفہ نے مصنف کے انتقال کا سال ۷۲۸ھ بتایا ہے" حالانکہ حاجی خلیفہ نے "المتوفی سنۃ" لکھ کر بیاض چھوڑ دی تھی چنانچہ ناشرین نے اپنے طریقہ کے مطابق ہلالین میں سال وفات کا تذکرہ کر دیا ان کا ماخذ بغدادی کی ہدیۃ العارفین ہے۔

المستعین فی بعض خصائص سید المرسلین" بغدادی نے بھی ہدیہ (۲: ۵۵۰) اور ایضاح المکنون (۲: ۵۵۱) دونوں میں یہی نام لکھا ہے۔ المنجد نے بھی نفح الطیب اور موخر الذکر کے حوالہ سے معجم کے ص۱۹۰ پر اس کا ذکر کیا ہے۔

دوسری شخصیت ابن المسدی کا لقب جمال الدین ہے۔ نام محمد یوسف بن موسی الازدی المہلبی اصلاً غرناطہ کے رہنے والے تھے۔ کچھ روز مصر میں مقیم رہے پھر مکہ مکرمہ میں جہاں ۶۳۶ھ میں ان کا قتل ہوگیا پیدائش ۵۹۹ھ کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: "کان من بحور العلم وکبار الحفاظ۔ لہ اوھام وفیہ تشیع" (لسان المیزان) ان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: تذکرۃ الحفاظ ۴: ۱۴۴۸، نفح الطیب ۱: ۳۸۱۔ لسان المیزان ۵۰: ۴۲۷۔ نیز دیکھئے زرکلی ۷: ۱۵۰

بغدادی نے بھی ہدیۃ العارفین (۲: ۵۵۵) میں ان کے حالات لکھے ہیں مگر غلطی سے ان کا نام محمد بن یوسف کی بجائے یوسف بن موسیٰ لکھا اور تصنیفات میں "خصائص النبویہ" کا بھی ذکر کیا۔ درحقیقت بغدادی کو کشف الظنون میں مذکور الخصائص النبویہ کے مصنف ابوالحجاج یوسف بن موسیٰ اور ابن المسدی محمد بن یوسف کے درمیان التباس ہوگیا۔ کشف الظنون کے ناشرین نے اپنے توضیحی اضافہ میں جو غلطی کی ہے اس کی بنیاد بغدادی کی یہی غلط فہمی ہے۔ ہدیۃ العارفین میں اس طرح کی غلطیوں کی بہتات ہے۔

(۴۷) فاضل مضمون نگار ص۳۵ پر رقمطراز ہیں:

"حکمت نبوی پر دو کتابوں کا سراغ ملا ہے اور دونوں اندلسی سیرت نگاروں کی ہیں۔ ان میں سے ابواحمد العسکری (م ۳۸۲ھ) کی کتاب الحکم والامثال المرویۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف حوالہ ملتا ہے (فہرست ابن خیر ۲۰۲) جبکہ امام محمد بن عبداللہ العربی (م ۵۴۳ھ) کی تالیف حکم النبیؐ کا مخطوطہ اسکندریہ میں محفوظ ہے۔"

ا۔ پہلی بات یہ کہ قاضی ابوبکر ابن العربی بے شبہ اندلسی ہیں مگر ابواحمد العسکری کا اندلس سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ "عسکر مکرم" کے رہنے والے تھے جو ایران کے صوبہ خوزستان میں واقع ہے مشہور ادیب، نحوی، محدث، فقیہ اور ابوہلال عسکری کے ماموں اور استاذ تھے۔ ان کے علمی اسفار میں بغداد، بصرہ اور اصفہان وغیرہ کا نام

آتا ہے مگر مغرب یا اندلس کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔ ان کے حالات کے لیے دیکھئے انباہ الرواۃ ۱: ۳۱۰، سیر اعلام النبلاء ۱۶: ۴۱۳، دوسرے مراجع کے لیے ملاحظہ ہو سیر کا حاشیہ معجم المؤلفین ۳: ۲۴۰، زرکلی ۲: ۱۹۶ اور عسکری کی تصحیفات المحدثین کا مقدمہ تحقیق۔ ان کی کتاب الحکم والامثال ناپید ہے مگر اس کے حوالے حافظ سخاوی کی المقاصد الحسنۃ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ص ۳۹، ۵۹، ۷۳ ("العسکری فی الامثال")

۲۔ "حکمت نبوی پر دو کتابوں کے سراغ" کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ صلاح الدین المنجد نے "حِکَم الرسول" کے عنوان کے تحت انہی دونوں کتابوں کا تذکرہ کیا ہے (ص ۲۹۵) جیسا کہ شروع میں لکھا جا چکا ہے کہ المنجد نے اس معجم میں اتنے ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں اور انھیں اس طرح مرتب کیا ہے کہ ایک ہی موضوع کی کتابیں بکھر کر رہ گئی ہیں۔ اب اسی موضوع کو لیجئے۔ ص ۲۹۵ پر حِکَم الرسول کا عنوان قائم کیا اور گذشتہ دو کتابوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ہی ص ۲۹۶ پر امثال النبی کا عنوان قائم کر کے تین کتابوں کے نام درج کیئے جن میں درج ذیل دو کتابیں قدیم اور مشہور رہی ہیں۔

۱۔ الامثال السائرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للحسین بن محمد الحرانی ابی عروبۃ (۳۱۸م)

۲۔ أمثال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامہرمزی (حدود ۳۶۰ م)

یہ دوسری کتاب امۃ الکریم القرشیہ کی توجہ سے ۱۳۸۸ھ میں مطبع الحیدری حیدرآباد (پاکستان) سے چھپی تھی پھر ڈاکٹر عبد العلی اعظمی کی تحقیق سے الدار السلفیۃ بمبئی سے ۱۴۰۳ھ میں شائع ہوئی۔ ایک اور ایڈیشن احمد عبد الفتاح تمام کی توجہ سے بیروت سے ۱۴۰۹ھ میں شائع ہوا ہے۔

اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ عام طور پر تین طرح کے اقوال نبوی پر مشتمل ہوتی ہیں۔

۱۔ ایسے اقوال جو ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

۲۔ تمثیلات۔

۴۔ عقل و نفس کی تربیت اور تہذیب کے لیے حکیمانہ اقوال۔

اس موضوع کی بعض دوسری کتابیں المنجد نے "الآداب المحمدیۃ" (ص ۲۱۲) اور "جوامع الکلم الرسول" (ص ۲۷۵) کے عنوانات کے تحت درج کی ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے معجم المنجد کی اس خامی ترتیب کو نگاہ میں رکھا ہوتا اور ان سارے عنوانات پر نظر ڈال لی ہوتی تو اچھی خاصی کتابوں کا سراغ مل جاتا۔

احادیث نبوی پر مبنی امثال وحکم کے موضوع پر اندلس کی سب سے مشہور و مقبول کتاب قاضی محمد سلامۃ القضاعی (۴۵۴ھ) کی "شہاب الاخبار فی الحکم والامثال والآداب من الاحادیث النبویۃ" ہے جو کئی بار آستانہ، طہران اور بغداد سے چھپ چکی ہے۔ المنجد نے اس کا ذکر "جوامع کلم الرسول" کے عنوان سے ص ۲۷۶ پر کیا ہے۔ مصنف نے مقدمہ کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے اسی کتاب میں وصایا، آداب، مواعظ اور امثال پر حدیث رسول سے ایک ہزار حکیمانہ اقوال جمع کیے ہیں۔ سندیں حذف کردی ہیں۔ پھر دوسو جملوں کا اضافہ کیا اور آخر میں بعض ادعیہ نبویہ نقل کی ہیں۔ سندوں کو ایک دوسری کتاب میں مرتب کیا ہے" (کشف الظنون ۱۰۶۷) یہ دوسری کتاب جس کی جانب اس عبارت میں اشارہ ہے "مسند الشہاب" کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ "شہاب" کی شروح اور مختصرات کے لیے کشف الظنون دیکھی جاسکتی ہے۔ ابن خیر نے اپنی مرویات میں "شہاب" اور "مسند شہاب" دونوں کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے شہاب کا پورا نام اس طرح لکھا ہے: "کتاب الشہاب فی الآداب والامثال والمواعظ والحِکَم المرویۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (ص ۱۸۲)

شہاب قضاعی کے طرز پر ایک اور اندلسی کتاب سلیمان بن موسیٰ الکلاعی کی "مصباح الظلم من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تھی (الذیل والتکملہ، بقیۃ السفر الرابع: ۸۵)

تیسرے اندلسی مصنف احمد بن معد الاُقلیشی (۵۵۰ھ) کی تین کتابوں کا ذکر المنجد نے "جوامع الکلم" کے عنوان میں کیا ہے:

۱۔ الغُرر من کلام سید البشر۔

۲۔ النجم من کلام سید العرب والعجم۔

۳۔ الکوکب الدری المستخرج من کلام النبی العربی۔

"النجم" مطبعۃ الاعلام قاہرہ سے ۱۳۰۲ھ میں چھپی تھی۔ کشف الظنون (۱۵۲۳) سے واضح ہے کہ مصنف نے پہلے کتاب الشہاب کے ذیل کے طور پر "النجم" لکھی پھر اسی طرز پر الکوکب الدری مرتب کی۔

حِکَم نبوی کے موضوع پر مشرقی کتابوں میں المنجد نے طبقات الشافعیہ ۷ : ۲۴۱ کے حوالہ سے نصر بن احمد الفارسی کی کتاب "بدائع الحِکَم والآداب من احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر "الآداب المحمدیۃ" کے عنوان کے تحت کیا ہے (ص ۲۱۲) اس کے علاوہ ابوالشیخ اصفہانی کی کتاب "کتاب الامثال فی الحدیث النبوی" ڈاکٹر عبدالعلی اعظمی کی تحقیق سے الدار السلفیۃ بمبئی سے شائع ہو چکی ہے۔ اسی طرح الحکیم الترمذی (۳۳۰ھ) کی کتاب "الامثال من القرآن والسنۃ"، علی محمد البجاوی کی توجہ سے دار نہضۃ مصر قاہرہ سے ۱۹۷۵ء میں چھپی۔

(۳۸) حکمت نبوی کے بعد طب نبوی کا ذکر کرتے ہوئے مقالہ نگار ص ۳۵ پر لکھتے ہیں:

"طب نبوی پر تقریباً بیس کتابوں میں سے کم از کم دو اندلسی علماء کی ہیں۔ ایک عبید الملک بن حبیب (م ۲۳۸ھ) کی الطب النبوی کے نام سے تھی جس کا صرف حوالہ ملتا ہے (کشف ۱۰۹۵)

اس بیان کا ماخذ معجم المنجد ص ۲۹۸ ہے۔ "عبید" کتابت کی غلطی ہے۔ عبدالملک بن حبیب کی مذکورہ کتاب کا صرف حوالہ ہی نہیں ملتا بلکہ اس کا مخطوطہ "مختصر فی الطب" کے عنوان سے رباط میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو سزگین عربی ترجمہ ۲/۱ : ۲۵۰

(۳۹) درود پر اندلسی تصانیف میں پہلی کتاب کا ذکر یوں کیا ہے:

"اندلسی سیرت نگاروں میں ابن شاہین (م ۳۸۵ھ) کی فضل الصلاۃ علی النبی (فہرست ابن خیر ۲۷۸) ..... کا حوالہ ملا ہے۔"

معلوم نہیں ابن ابی الدنیا اور ابواحمد العسکری کی طرح یہاں ابن شاہین کو مقالہ نگار نے اندلسی کس طرح سمجھ لیا۔ فہرست ابن خیر میں ان حضرات کا ذکر تو اس کی دلیل بن نہیں سکتا۔ مقالہ نگار کے ماخذ معجم المنجد ۳۰۹ میں بھی اس طرح کا کوئی اشارہ موجود نہیں۔ ابن شاہین بغدادی مشہور محدث، مفسر اور کثیر التصانیف عالم تھے۔ ذہبی نے "شیخ العراق" لکھا ہے۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کے حالات میں شام، عراق اور فارس کے سفر کا ذکر ملتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ۱۶ : ۴۳۱) دوسرے مراجع کے لیے ملاحظہ

ہو: سیر کا حاشیہ، کحالہ ۷: ۲۷۳، زرکلی ۵: ۴۰، سزکین ۱/۱: ۴۲۵۔

(۴۰) ص ۳۶ پر مدائح نبویہ کے ذکر میں لکھا ہے:

"..... مالک بن عبد الرحمن بن المرحل المالقی (م ۶۹۹ھ) کی کتاب التوشیحات النبویۃ علی حروف المعجم کا صرف حوالہ ہی مل سکا ہے۔ انھیں کی ایک اور کتاب القصائد العشرینات المحمدیات وشرحہا وغیرہ کا بھی صرف حوالہ ہی ملتا ہے (کحالہ ۸/ ۱۶۹)"

۱۔ کحالہ کے اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کحالہ نے دونوں کتابوں کا ذکر کیا ہے یا کم از کم "القصائد العشرینات کا جو اس سے متصل ہے جبکہ کحالہ نے اس کتاب کا ذکر تک نہیں کیا۔ مقالہ نگار نے المنجد کی معجم سے نقل کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیا۔ المنجد نے پہلی کتاب "التوشیحات النبویہ" کے لیے کحالہ کا حوالہ دیا ہے، (معجم: ۳۱۹) جو درست ہے۔ لیکن دوسری کتاب "القصائد العشرینات" کا ماخذ "ہدیۃ ۲: ۱" لکھا ہے۔ (معجم: ۳۳۴) اسی بنا پر یہاں ابن المرحل کی تاریخ وفات ۶۷۲ھ لکھ دی ہے۔ حالانکہ اس سے قبل ص۳۱۹ پر ۶۹۹ھ درست لکھ چکے ہیں۔ وہاں ماخذ کحالہ کی کتاب تھی اور یہاں بغدادی کی۔ بغدادی نے ہدیۃ العارفین (۲: ۱) اور ایضاح المکنون (۲: ۲۲۷) دونوں کتابوں میں ابن المرحل کی تاریخ وفات غلط لکھی ہے۔

۲۔ الاحاطہ فی اخبار غرناطہ (۳: ۳۰۶) میں ابن المرحل کے ترجمہ میں لکھا ہے: له العشریات والنبویات علی حروف المعجم، والتزم افتتاح بیوتها بحروف الروی وسماها "الوسیلة الكبرى المرجو نفعها فی الدنیا والأخرى".

اس عبارت کی روشنی میں گمان ہوتا ہے کہ کحالہ نے جس کتاب کا ذکر "التوشیحات النبویۃ علی حروف المعجم" کے نام سے کیا ہے وہ یہی کتاب ہے اور اس کا اصل نام "الوسیلۃ الکبری....." ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو زرکلی (۵: ۲۶۳) کے بیان کے مطابق اس کا مخطوطہ موجود ہے۔

۳۔ دوسری کتاب کے نام میں بغدادی نے ہدیہ اور ایضاح المکنون دونوں میں "العشرینیات" (ن سے پہلے بھی ی اور بعد میں بھی) لکھا ہے۔ المنجد نے ایک ی سے "العشرینات" لکھا اور وہیں سے مقالہ نگار نے نقل کیا ہے۔ اگر اس کی نسبت "عشرین" کی طرف ہے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے تو بغدادی کا اندراج ہی درست ہے۔

لہ فہرست اسکوریال (۱: ۲۶۸) میں ابوزید عبد الرحمن بن یخلفتن الفازازی کے قصائد کے دو مجموعے مذکور ہیں ایک کا نام "المعشرات" اور دوسرے کا "القصائد العشرینیات فی مدح سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

(۴۱) اس کے بعد ابن جابر الاعمی کے قصیدہ بدیعیہ "الحلۃ السیرا" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"..... اس کی کئی شرحیں لکھی گئیں جن میں احمد بن یوسف الرعینی الغرناطی (م ۷۷۹ھ) کی شرح کا حوالہ ملتا ہے (مفتاح السعادۃ ۱/۱۹۵) جبکہ مولف موصوف نے ایک کتاب خود بعنوان طراز الحلۃ وشفاء الغلۃ لکھی تھی (کشف ۶۸۸)"

واقعہ یہ ہے کہ "طراز الحلۃ وشفاء الغلۃ" کوئی مستقل کتاب نہیں بلکہ بدیعیہ ابن جابر کی اسی شرح کا نام ہے جو غرناطی نے لکھی تھی اور جس کا ذکر مفتاح السعادۃ کے حوالہ سے کیا گیا ہے۔ اس معاملہ میں فاضل مقالہ نگار کو غلطی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ اس لیے کہ اگرچہ المنجد نے "شرح الحلۃ السیرا فی مدح خیر الوریٰ" کا ذکر مفتاح السعادۃ کے حوالہ سے ص۳۲۶ پر کرنے کے بعد "طراز الحلۃ" کا ذکر علحدہ ص۳۳۱ پر کشف الظنون کے حوالہ سے کیا مگر اس مقام پر حوالہ دینے سے پہلے یہ وضاحت کردی ہے کہ "وھو شرح لحلۃ السری لابن جابر النحوی"۔ اس جملہ میں "السری" طباعت کی غلطی ہے مگر بات واضح ہے کتاب کا نام اور حوالہ نقل کر لینے اور درمیان کی اس وضاحت کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک کتاب کو دو مستقل کتابوں کی حیثیت مل گئی۔ یہاں اصل ماخذ کی جانب رجوع کیے بغیر بھی المنجد کی اس وضاحت سے ہی معلومات درست ہو سکتی تھی مگر کشف الظنون دیکھی ہوتی تو "الحلۃ السیرا" کے ذکر میں یہ صراحت مل جاتی: شرحھا رفیقہ احمد بن یوسف سمّاہ طراز الحلّۃ وشفاء الغلّۃ" یعنی اس قصیدہ کی شرح شاعر کے رفیق احمد بن یوسف نے کی اور اس کا نام طراز الحلۃ ..... رکھا۔

(۴۲) اسی سلسلۂ بیان میں ایک قصیدہ کے بارے میں مضمون نگار نے لکھا ہے کہ "دو ہزار اشعار پر مشتمل تھا (کشف ۱۳۴۴)" حالانکہ المنجد نے ص۳۳۵ پر اس کے بارے میں جو نوٹ لکھا ہے اور وہ اصل مرجع کشف الظنون سے ماخوذ ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ اس قصیدہ میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔ "وھی تزید علی ألفی بیت"

(۴۳) اسی صفحہ ۳۶ کے آخر میں سلیمان بن موسی الکلاعی کی ایک کتاب کا نام "مصابیح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام" لکھا ہے اور کشف الظنون ۱۷۰۶ کا حوالہ دیا ہے۔ فاضل مقالہ نگار کو المنجدؔ کی کتاب سے نقل کرنے میں سہو ہو گیا ہے۔ المنجدؔ نے

ص ۲۴۸ پر دو کتابوں کا ذکر یکے بعد دیگرے کیا ہے جن میں پہلی کتاب محمد بن یحییٰ مراکشی کی مصابیح الظلام ..... اور دوسری کلاعی کی مصباح الظلام ..... ہے۔ دونوں کتابوں کے نام میں یہی ایک فرق تھا کہ کلاعی کی کتاب میں "مصباح" اور مراکشی کی کتاب میں "مصابیح" باقی نام یکساں ہے۔ ہمارے فاضل اور محترم دوست کو واحد اور جمع کی بنا پر یہ تفریق اور دوئی شائد ناگوار گذری "سوا سے بھی اُن نے مٹا دیا"!

اس تبصرہ میں جن کتابوں کی جانب رجوع کیا گیا ہے ان میں سے بیشتر جیسا کہ فہرست مراجع سے اندازہ ہوگا۔ عام مطبوعہ کتابیں ہیں اور فاضل مقالہ نگار کی دسترس میں ہیں کئی کتابیں ایسی ہیں جن سے اس مضمون میں انھوں نے براہِ راست استفادہ بھی کیا ہے۔ اگر وہ وقت کی کمی کے باعث ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کی کتاب پر مکمل اعتماد نہ کر لیتے اور اس سے بلا تحقیق نقل کرنے کے بجائے اصل مراجع کو دیکھ لیتے تو اس مقالہ میں اتنی ساری غلطیاں نہ پائی جاتیں۔

یہ تبصرہ اختصار کی کوشش کے باوجود ضرورت سے زیادہ طویل ہوگیا مجبوری یہ تھی کہ محترم مقالہ نگار کی عبارت بھی نقل کرنی تھی اور غلطی یا غلط فہمی کی توجیہ اور اس کے ماخذ کا تتبع بھی کرنا تھا۔ چند صفحات کا غلط نامہ تیار کرنا آسان تھا مگر اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا کہ یہ ساری غلطیاں جن میں سے بیشتر کا تعلق جیسا کہ عرض کیا گیا مقالہ نگار کے ماخذ سے ہے خود ان کی جانب منسوب ہو جاتیں اور یہ سخت زیادتی اور ناانصافی کی بات تھی۔

آخر میں دوبارہ عرض کردوں کہ یہ تبصرہ خالص دینی اور علمی خدمت کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اس کا مقصد کسی کی تنقیص اور نکتہ چینی ہرگز نہیں۔ ہمارے محترم دوست ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی صاحب نے سیرت نبوی پر علمی کام کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ خاکسار ان کا ممنون ہے کہ ان کے اس مضمون کے طفیل اسے بھی، براہِ راست سیرت نبوی نہ سہی، سیرت کے بعض خادموں اور ان کی تصنیفات کے ساتھ کچھ وقت گذارنے کا موقع میسر آیا۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

فہرست مراجع

۱۔ الاحاطہ فی اخبار غرناطہ، لسان الدین ابن الخطیب، تحقیق محمد عبداللہ عنان، الخانجی، قاہرہ ۱۹۷۳ء

۲۔ اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآدابہ، ابوالشیخ اصبہانی، مکتبۃ النہضۃ المصریۃ، قاہرہ ۱۹۷۲ء۔

۳۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی، دارالکتاب العربی، بیروت۔

۴۔ الاعلام، خیرالدین زرکلی، دارالملایین، بیروت۔

۵۔ الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اہل التاریخ، شمس الدین سخاوی (درکتاب علم التاریخ عند المسلمین: ۳۸۱ - ۷۲۵، تالیف روزنتھال، ترجمہ صالح احمد العلی، موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۸۳ء)

۶۔ امثال الحدیث، ابن خلاد رامہرمزی (۱) تحقیق عبدالعلی اعظمی، الدارالسلفیۃ بمبئی ۱۴۰۳ھ۔ (۲) تحقیق امۃ الکریم القرشیۃ حیدرآباد پاکستان ۱۳۸۸ھ (۳) تحقیق عبدالفتاح تمام، موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۱۴۰۹ھ (الامثال المرویۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

۷۔ الامثال فی الحدیث النبوی ابوالشیخ اصبہانی تحقیق عبدالعلی اعظمی، الدارالسلفیۃ بمبئی طبع دوم ۱۴۰۸ھ

۸۔ الامثال من القرآن والسنۃ، الحکیم الترمذی، تحقیق محمد علی بجاوی، دارنہضۃ مصر، قاہرہ ۱۹۷۵ء۔

۹۔ امہات الخلفاء، ابن حزم، تحقیق صلاح الدین المنجد، دارالکتاب الجدید بیروت ۱۹۸۰ء۔

۱۰۔ انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، جمال الدین قفطی، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم۔ دارالفکر العربی قاہرہ ۱۹۸۶ء

۱۱۔ ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون۔ اسماعیل پاشا بغدادی تصحیح محمد شرف الدین بالتقایا اور رفعت بیلکہ بمکتبۃ المثنیٰ بغداد۔

۱۲۔ بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس۔ دارالکاتب العربی، قاہرہ ۱۹۶۷ء

۱۳۔ بغیۃ الدعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ۔ سیوطی، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، دارالفکر ۱۹۷۹ء

۱۴۔ بقی بن مخلد القرطبی ومقدمۃ مسندہ۔ دراسۃ وتحقیق اکرم ضیاء العمری طبع اول ۱۴۰۴ھ (بیروت)

۱۵۔ تاج العروس۔ مرتضیٰ زبیدی بلگرامی۔ المطبعۃ الخیریۃ، قاہرہ ۱۳۰۷ھ

۱۶۔ تاریخ الادب العربی، بروکلمان، عربی ترجمہ عبدالحلیم نجار، السید یعقوب بکر۔ دارالمعارف، قاہرہ

۱۷۔ تاریخ التراث العربی۔ فواد سزکین۔ عربی ترجمہ (جلد اول) محمود فہمی حجازی، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، ریاض ۱۹۸۳ء

۱۸ تذکرۃ الحفاظ، ذہبی، دائرۃ المعارف، حیدر آباد ۵۶-۱۹۵۵ء
۱۹ تصحیفات المحدثین۔ ابو احمد العسکری، تحقیق محمود احمد میرۃ، قاہرہ ۱۹۸۲ء
۲۰ تہذیب التہذیب، ابن حجر، دائرۃ المعارف، حیدر آباد۔
۲۱ ثبت البلوی۔ ابو جعفر احمد بن علی البلوی، تحقیق عبد اللہ العمرانی، دار الغرب الاسلامی، بیروت ۱۹۸۳ء
۲۲ جوامع السیرۃ۔ ابن حزم، تحقیق احسان عباس و ناصر الدین الاسد، دار المعارف قاہرہ۔
۲۳ حسن المحاضرۃ، سیوطی، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، الحلبی، قاہرہ ۱۹۶۷ء۔
۲۴ الدرر الکامنۃ۔ ابن حجر، تحقیق محمد سید جاد الحق، دار الکتب الحدیثۃ، قاہرہ۔
۲۵ ذخائر التراث العربی الاسلامی۔ عبد الجبار عبد الرحمن، مطبعۃ جامعۃ البصرۃ ۱۹۸۱ء۔
۲۶ الذیل و التکملۃ۔ ابن عبد الملک المراکشی۔ "بقیۃ السفر الرابع" و "السفر الخامس" تحقیق احسان عباس، دار الثقافۃ، بیروت۔
۲۷ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
۲۸ شرح السیرۃ النبویۃ۔ ابو ذر خشنی، تصحیح برونلہ، تصویر دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
۲۹ طبقات الشافعیۃ۔ جمال الدین اسنوی، تحقیق عبد اللہ الجبوری بغداد ۱۳۹۹ھ۔
۳۰ طبقات ابن سعد، دار صادر بیروت۔
۳۱ عیون الاثر، ابن سید الناس، مکتبۃ القدسی، قاہرہ ۱۹۳۷ء
۳۲ فتح الباری، ابن حجر، دار الفکر، بیروت۔
۳۳ فہرست ابن خیر اشبیلی۔ دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت ۱۹۷۹ء۔
۳۴ فہرست اسکوریال Les Manuscrits Arabes de L'escurial مرتبہ H. Derenbourg. جلد سوم، پیرس ۱۹۲۸ء
۳۵ فہرست برٹش میوزیم۔ A Descriptive list of the Arabic Manuscripts مرتبہ Edward Edwards و A.G. Ellis آکسفورڈ پریس ۱۹۱۲ء۔
۳۶ فہرست برلن Verzeichnis der arabischen Handschriften der koeniglichen Bibliothek zu Berlin مرتبہ W. AHLWARDT برلن ۱۸۸۷ء ۔۔۔ ۱۸۹۹ء
۳۷ فہرس مخطوطات دار الکتب الظاہریۃ۔ التاریخ و ملحقاتہ۔ مرتبہ یوسف العش، دمشق ۱۹۴۷ء

٣٨۔ فہرس مخطوطات دارالکتب الظاہریۃ۔ التاریخ وملحقاتہ، الجزء الثانی مرتبہ خالد الریان دمشق ١٩٧٣ء

٣٩۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، تصحیح محمد شرف الدین بالتقایا اور رفعت بیلکہ، مکتبۃ المثنی بغداد

٤٠۔ لسان المیزان، ابن حجر، دائرۃ المعارف، حیدرآباد۔

٤١۔ محاضرۃ الابرار ومسامرۃ الاخیار، ابن عربی، دار الیقظۃ العربیۃ، قاہرہ ١٣٨٨ھ

٤٢۔ مسند الشہاب۔ ابوعبداللہ القضاعی، تحقیق حمدی عبدالمجید السلفی، موسسۃ الرسالہ بیروت ١٤٠٥ھ

٤٣۔ مصادر التراث العسکری عند العرب، کورکیس عواد، المجمع العلمی العراقی، بغداد ١٤٠١ھ۔

٤٤۔ المعارف، ابن قتیبہ، تحقیق ثروت عکاشہ، دار المعارف، قاہرہ ١٩٨١ء۔

٤٥۔ معجم ما الف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صلاح الدین المنجد، دار الکتاب الجدید بیروت ١٤٠٢ھ

٤٦۔ معجم المصنفات الواردۃ فی فتح الباری، مشہور بن حسن ورائد بن صبری، دار الہجرۃ، ریاض ١٤١٢ھ

٤٧۔ معجم المولفین، رضا کحالہ، مکتبۃ المثنی۔ بیروت۔

٤٨۔ المقاصد الحسنۃ، سخاوی، تحقیق محمد عثمان الخشت، دار الکتاب العربی ١٤٠٥ھ۔

٤٩۔ منازل الاشراف (الاشراف فی منازل الاشراف) ابن ابی الدنیا، تحقیق نجم عبدالرحمن خلف، مکتبۃ الرشد، ریاض ١٤١١ھ

٥٠۔ نفح الطیب۔ ابوالعباس مقری، تحقیق احسان عباس، دار صادر بیروت ١٩٦٨ء

٥١۔ ہدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، تصحیح محمد شرف الدین بالتقایہ ورفعت بیلکہ مکتبۃ المثنی بغداد۔

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی ایک اہم کتاب

ایمان وعمل کا قرآنی تصوّر

الطاف احمد اعظمی

○ ایمان وعمل کے مروجہ تصور کی کمزوریوں کی نشان دہی کرتی ہے۔ ○ قرآن وسنت کے نقطۂ نظر کی مدلل اور دلنشیں تشریح کرتی ہے ○ ایمان وعمل کے تقاضے اور دنیا اور آخرت میں کامیابی کی راہ واضح کرتی ہے۔

آفسٹ کی طباعت۔ خوبصورت سرورق۔ صفحات ٢٨٠ قیمت ٢٥ روپئے لائبریری ایڈیشن ٤٠ روپئے

ملنے کا پتا: ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور۔ علی گڑھ ٢٠٢٠٠٢